OPEN ACCESS
Hazara Islamicus
ISSN (Oline): 2410-8065
ISSN (Print):2305-3283
www.hazaraislamicus.hu.edu.pk

Hazara Islamicus, Vol.:8, Issue: 1,
Jan-Jun 2019 PP:13-26

عورتوں کے نقصان عقل سے متعلقہ حدیث کے معاصرانہ مطالعہ کا تنقیدی جائزہ

A critical Study to contemporary interpretations of Hadith regarding week intellect of women

Scan for Download

Dr Naveed Iqbal
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Kohat Univeristy
Sadiq Ali
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Gomal University

Abstract

Women are the most respectable and important part of human society. But unfortunately at the age of ignorance and in various civilizations and societies in the world there were no significant rights for women. Islam does not leave them alone at any stage of life, and gave the place and all the rights and authority that she deserved. However, the western people and many other seculars did not abstained from different propaganda against Islam. They made people offensive against the religion of Islam and make different conspiracies about Islam. In this case, especially they criticize the Hadith related to women. And These Hadiths were presented in front of the people in a different way with the context and the original meaning and purpose. They were convinced that the women have this place and position in yours Islam that they were counted as Naqis-ul-Aqal and Naqis-ud-deen. Not only the Europeans but some Islamic scholars are taking active part in this field.

In this article we will discuss the critical review about those Hadiths which are criticize by some scholars.

Keywords: *Hadith, Women's Wist, Naqis-ul-Aqal, Critical Review, Deen*

عورت انسانی معاشرے کا ایک قابل احترام اور لازمی جز ہے۔ لیکن بد قسمتی سے زمانہ جاہلیت میں اور اسی طرح دنیا کے مختلف تہذیبوں اور معاشروں میں عورت کے لیے کوئی قابل ذکر حقوق نہیں تھے۔ زمانہ جاہلیت میں عورت کو ایک انسان ماننا تو درکنار معاشرے میں زندہ رہنے کا حق تک نہیں تھا۔ عورت ایک مظلوم اور ستائی ہوئی ذات تھی۔ معاشرے میں عورت کا کوئی مقام اور عزت کا تصور ناممکن تھا۔ ہر قسم کی عزت اور فضیلت صرف مردوں کیلئے تھی۔ اسی طرح اگر اسلام سے پہلے یونانی، ایرانی، رومانی جیسے مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں کا بھی جائزہ لیا جائے تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ معاشرے کی مظلوم اور سماجی

CC BY

عزت واحترام سے محروم ذات عورت ہی کی ذات تھی۔ کیونکہ عورت ہی کو تمام برائیوں اور نقصانات کا سبب تصور کیا جاتا تھا۔ معاشرے میں عورت کا وجود ناپسندیدہ تھا۔ لیکن اسکے برعکس اسلام نے عورت کو وہ عزت اور مقام دیا جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اسلام نے معاشرے میں عورت کی عظمت، احترام اور اسکی مقام اور رتبے کو اجاگر کیا۔ اسلام نے عورت کو وہ مقام دیا جس کی وہ مستحق تھی۔ دین اسلام نے ہی عورت کو مختلف قسم کے نظریات اور تصورات کے محدود دائرے سے نکال کر مرد کے برابر یکساں مقام اور درجہ دیا۔ اسلام کے علاوہ دیگر تہذیبوں نے خصوصا اہل مغرب نے عورت کو معاشرے میں آزادی، فضیلت، مقام اور رتبہ دلوانے کی ایک ناکام کوشش کی اور عورت کو حقیقی معنی میں حقوق دلوانے کا سہرا اپنے سر باندھنا چاہا لیکن ان تہذیبوں نے عورت کو عزت اور معاشرے میں حقوق دلوانے کی بجائے انکو اپنا مملوکہ اور محکومہ بنا کر رکھا۔ ان مغربی اقوام نے عورت کو حقوق دلوانے کیلئے سینکڑوں کتابیں لکھی اور مختلف قسم کے قوانین بنائے لیکن اسکے باوجود عورت نے حقیقی معنوں میں اپنے حقوق کی داد اسلام کے سوا کسی اور مذہب اور ثقافت میں نہیں پائی۔ ان مغربی اور سیکولر اقوام نے عورت کو آزادی اور مقام دلوانے کا جھانسہ دے کر اپنی محفلوں کا زیور بنایا اور عورت کو صرف اپنی تسکین نفس کیلئے بھرے ہالوں میں نچوایا گیا۔ الغرض ان مغربی اقوام نے آزادی کے نام پر عورت کی عزت اور ناموس پر ایسا ڈھاکہ ڈالا جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس کے برعکس دین اسلام نے تو عورت کو وہ مقام دیا جس کی مثال کسی اور تہذیب میں نہیں ملتی۔ رسول اللہ ﷺ نے جنت کو ماں کے قدموں تلے قرار دے عورت کو ماں کی شکل میں معاشرے کا سب سے زیادہ مکرم و محترم منصب عطا کیا، صرف یہ نہیں بلکہ معاشرتی و سماجی طور پر اس قدر اونچا مقام دیا کہ عورت کو چاہے ماں کی شکل میں ہو چاہے بیٹی اور بیوی کی صورت میں وراثت میں حقدار ٹھہرایا۔ رسول اللہ ﷺ نے معاشرے میں عورت کے کردار اور روپ کو بیان کر کے واضح کر دیا کہ عورت جس دور میں اور جس مقام پر بھی ہو تو وہ ان کرداروں کو دیکھ کر اپنی حیثیت اور رتبے کو آسانی سے پہچان سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے: عورتوں میں بہترین عورتیں چار ہیں "حضرت مریمؑ، حضرت خدیجہؓ، حضرت فاطمہؓ اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہؑ۔" اس حدیث مبارکہ میں چار عورتوں کی طرف اشارہ کر کے حقیقت میں چار عظیم کرداروں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ان بہترین کرداروں کی بدولت ہی انکو وہ مقام نصیب ہوا جو کسی اور کو نہ ملا۔ وہ کردار یا تو ماں کی شکل میں اور یا پھر بیوی اور بیٹی کی صورت میں ہے۔ حضرت مریمؑ نے ایک عظیم ماں کا کردار ادا کیا، ایک عظیم بیوی اور رفیقہ حیات کا کردار حضرت خدیجہؓ نے، ایک عظیم بیٹی کا کردار حضرت فاطمہؓ نے، جبکہ ایک ظالم اور جابر شوہر کے ساتھ ایک عظیم بیوی کا کردار حضرت آسیہؑ نے ادا کیا۔ الغرض اسلام نے عورت کو زندگی کی کسی بھی موڑ پر بے یار و مددگار نہیں چھوڑا بلکہ زندگی کے تمام مراحل میں انکو وہ مقام اور حق دیا جسکی وہ مستحق تھی۔ لیکن اسکے باوجود بھی اہل مغرب اور اسکے ہم نوا بہت سارے سیکولر لوگ اسلام کے خلاف مختلف قسم کے پروپیگنڈوں سے باز نہیں آئے بلکہ دین اسلام سے لوگوں کو متنفر کرنے میں طرح طرح کے سازشوں میں دن رات ایک کئے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس سلسلے میں خصوصا عورتوں سے متعلق احادیث کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور ان احادیث کو سیاق و سباق اور اصل مفہوم و مقصود سے بالکل الگ انداز میں لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا اور انکو یہ باور کرایا گیا کہ آپکے دین اسلام میں عورتوں کا یہ مقام اور رتبہ ہے کہ انکو ناقص العقل اور ناقص الدین تک شمار کیا گیا ہے۔ اس میدان میں صرف اہل مغرب نہیں بلکہ انکے ساتھ بہت سارے سیکولر ذہنیت رکھنے والے بہت سارے پڑھے لکھے مسلمان بھی برابر کے شریک ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی ناقص عقل اور کم علمی کی بناء پر قرآن اور حدیث کی وہ تشریحات اور توجیحات بیان کیں ہیں جس کا قرآن اور حدیث سے

دور دور تک کوئی مناسبت اور تعلق نہیں۔

عورتوں سے متعلق رسول اللہ ﷺ سے روایت کی گئی احادیث کی تعداد تو بہت ہے۔ لیکن ہمارے اس مقالے میں عورتوں کے نقصان عقل سے متعلقہ حدیث کے معاصرانہ مطالعہ کا تنقیدی جائزہ لیا جائے گا اور عصر حاضر میں متعلقہ حدیث پر کئے گئے اعتراضات کا علماء صالحین کی اقوال کی روشنی میں تبصرہ کیا جائے گا۔ عورتوں کے نقصان عقل سے متعلقہ حدیث تقریبا تمام کتب احادیث میں ذرا الفاظ کے فرق کیساتھ نقل کی گئی ہے۔ البتہ مفہوم اور مطلب سب کا ایک ہی ہے۔ حدیث سے متعلق اہل علم کی نظریات اور افکار کو بیان کرنے سے پہلے مختصر انداز میں حدیث کی تخریج پر روشنی ڈالنا مناسب ہوگا۔

حدیث کی تخریج

کتب احادیث میں مذکورہ حدیث حضرت ابو سعید الخدریؓ، حضرت جابرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حکیم بن حزامؓ، عبد اللہ ابن عمرؓ، ابو ہریرہؓ، ابن مسعودؓ کی زوجہ حضرت زینبؓ اور عبد اللہ ابن مسعودؓ سے بہت سارے طریقوں اور سندوں کیساتھ روایت کیا گیا ہے۔

صحیح بخاری میں ابو سعید الخدریؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں تشریف لے جاتے ہوئے عورتوں کی ایک گروہ کے پاس سے گزرے اور انکو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے عورتوں کی جماعت! "صدقہ دیا کرو کیونکہ میں نے اہل جہنم میں زیادہ آپ لوگوں کو دیکھا ہے۔" اس پر عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایسا کیوں؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ آپ لوگ لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو، باوجود عقل اور دین میں نقصان ہونے کے آپ سے زیادہ کسی عقل منداور تجربہ کار شخص کو بیوقوف بنادینے والا نہیں دیکھا۔ اس پر عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے عقل اور دین میں نقصان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کی آدھی نہیں ہے؟" انہوں نے کہا، جی ہاں ایسا ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "بس یہی عقل کی نقصان ہے۔" پھر آپ ﷺ نے پوچھا "کیا ایسا نہیں ہے کہ عورت حالت حائض میں نہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔" اس پر عورتوں نے کہا یا رسول اللہ ایسا ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "کہ یہی عورت کے دین کا نقصان ہے۔"[1] صحیح بخاری کی مذکورہ روایت اور اسی طرح دیگر کتب احادیث میں ذکر کردہ رویات سے ذرا الفاظ کے فرق کیساتھ درجہ ذیل چار نکات کا ثبوت ملتا ہے۔

۱۔ اہل جہنم میں سے زیادہ عورتوں کا ہونا۔

۲۔ عورتوں کا زیادہ لعن طعن کرنا۔

۳۔ عورتوں کا اپنی شوہروں کی ناشکری کرنا۔

۴۔ عورتوں کا مردوں کے مقابلے میں دین اور عقل کے اعتبار سے کم ہونا۔

اس کے علاوہ بعض روایات میں ناشکری اور لعن طعن کے الفاظ موجود نہیں، جبکہ بعض روایات میں شکایات اور نقصان عقل و دین کا ذکر نہیں ملتا۔ مختلف روایات میں الفاظ کا فرق کچھ اس طرح سے ہے:

صحیح بخاری میں ابو سعید الخدریؓ کی ایک روایت میں عورتوں کا جہنم میں زیادہ ہونے، لعنت، ناشکری، نقصان عقل اور دین کے الفاظ کیساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے وضاحت بھی مذکور ہے۔[2] صحیح بخاری میں ابو سعید الخدریؓ کی ایک اور روایت میں عورتوں کا جہنم میں زیادہ ہونے، لعنت، ناشکری، نقصان عقل اور دین کے الفاظ منقول ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ

کی طرف سے نقصان عقل اور دین کی تشریح مذکور نہیں۔[3] صحیح بخاری میں ابن عباسؓ کی روایت میں صرف رسول اللہ ﷺ کا نماز کے بعد عورتوں کی جماعت کے پاس جانے اور صدقہ دینے کی ترغیب کا ذکر ہے۔[4]

صحیح مسلم میں ابو سعید الخدریؓ کی روایت میں صرف صدقہ دینے کا ذکر ہے۔[5] حضرت جابرؓ کی روایت میں عورتوں کا جہنم میں زیادہ ہونے، ناشکری اور شکایت کے الفاظ منقول ہیں۔[6] جبکہ حضرت جابرؓ کی ایک اور روایت میں صرف ناشکری اور شکایت کا ذکر ہے۔[7] اسکے علاوہ صحیح مسلم میں ابن عمرؓ کی روایت میں عورتوں کا جہنم میں زیادہ ہونے، لعنت، ناشکری، نقصان عقل اور دین کے الفاظ کیساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تشریح بھی مذکور ہیں۔[8]

سنن الترمذی میں حضرت زینب زوجہ ابن مسعودؓ کی روایت میں صدقہ دینے اور اہل جہنم میں سے زیادہ ہونے کا ذکر ہے۔[9] حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں عورتوں کا جہنم میں زیادہ ہونے، لعنت، ناشکری، نقصان عقل اور دین کے الفاظ کیساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے وضاحت بھی مذکور ہے۔[10]

سنن النسائی میں حضرت جابرؓ کی روایت میں صرف شکایت اور لعنت کا ذکر ہے۔[11]

سنن ابی داوٗد میں عبد اللہ ابن عمرؓ کی روایت میں نقصان عقل اور دین کے الفاظ کیساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے وضاحت بھی مذکور ہے۔[12]

سنن ابن ماجہ میں عبد اللہ ابن عمرؓ کی روایت میں عورتوں کا جہنم میں زیادہ ہونے، لعنت، ناشکری، نقصان عقل اور دین کے الفاظ کیساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے وضاحت بھی مذکور ہے۔[13]

مسند احمد میں عبد اللہ ابن مسعودؓ کی روایت میں صرف عورتوں کا جہنم میں زیادہ ہونے، لعنت، ناشکری کے الفاظ مذکور ہیں۔[14] عبد اللہ ابن عمرؓ کی روایت میں عورتوں کا جہنم میں زیادہ ہونے، لعنت، ناشکری، نقصان عقل اور دین کے الفاظ کیساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے وضاحت بھی مذکور ہے۔[15]

سنن الدارمی میں حضرت زینب زوجہ ابن مسعودؓ کی روایت میں صرف صدقہ دینے کا ذکر ہے۔[16]

صحیح ابن خزیمہ میں ابو ہریرہؓ کی روایت میں عورتوں کا جہنم میں زیادہ ہونے، لعنت، ناشکری، نقصان عقل اور دین کے الفاظ کیساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے وضاحت بھی مذکور ہے۔[17]

صحیح ابن حبان میں ابو سعید الخدریؓ سے منقول لمبی روایت میں عورتوں کا جہنم میں زیادہ ہونے، لعنت، ناشکری، نقصان عقل اور دین کے الفاظ کیساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے وضاحت بھی مذکور ہے۔[18] حکیم بن حزامؓ کی روایت میں عورتوں کا جہنم میں زیادہ ہونے، لعنت، ناشکری کے الفاظ منقول ہیں۔[19]

احادیث کے مختلف روایات میں الفاظ کے اعتبار سے اس قدر باریک فرق کو آسانی سے سمجھنے کیلئے ٹیبل کی صورت میں بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

راوی کا نام	لفظ جہنم	لعنت	ناشکری	نقصان دین	عقل	شکایت	وضاحت
ابو سعیدؓ۔۱	✓	✓	✓	✓	✓	x	x
ابو سعیدؓ۔۲	✓	✓	✓	✓	✓	x	✓
ابو سعیدؓ۔۳	x	x	x	x	x	x	x
ابن عباسؓ۔۱	✓	x	✓	x	x	x	x
ابن عباسؓ۔۲	x	x	x	x	x	x	x
جابرؓ۔۱	✓	x	✓	x	x	✓	x
جابرؓ۔۲	x	x	x	x	x	x	x
جابرؓ۔۳	✓	x	✓	x	x	✓	x
ابو ہریرہؓ۔۱	✓	✓	✓	✓	✓	x	✓
ابو ہریرہؓ۔۲	✓	✓	✓	✓	✓	✓	✓
ابن مسعودؓ	✓	✓	✓	x	x	x	x
زینبؓ	✓	x	x	x	x	x	x
ابن عمرؓ۔۱	✓	✓	✓	✓	✓	x	✓
ابن عمرؓ۔۲	x	x	x	✓	✓	x	✓
ابن حزامؓ	✓	✓	✓	x	x	x	x

اوپر ذکر کیے گئے ٹیبل سے حدیث کے روایات میں الفاظ کا مختلف ہونا معلوم ہوا کیونکہ تمام روایات کا ایک ہی لفظ پر اتفاق ثابت نہیں البتہ اکثر روایات سے عورتوں کا جہنم میں زیادہ ہونا اور اسکی علت عورتوں کا لعن طعن اور ناشکری کرنا ثابت ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ عورت کا عقل اور دین کے اعتبار سے ناقص ہونا صرف تین صحابہ کرام (ابو سعید الخدریؓ، ابو ہریرہؓ اور ابن عمرؓ) کی روایات سے ثابت ہوتا ہے اسکے علاوہ دیگر صحابہ کی روایت میں اسکی صراحت نہیں ملی۔ اسی طرح حضرت جابرؓ اور حضرت زینبؓ کی روایات میں لفظ لعنت موجود نہیں۔

حدیث کے ضعیف اور موضوع ہونے کا دعوی کرنے والے بعض معاصر اہل علم

عصر حاضر کے بعض اہل علم نے متعلقہ حدیث کو قرآن کریم کے آیات کے مخالف ہونے کیوجہ سے ضعیف اور موضوع احادیث میں سے شمار کیا ہے۔ صالح ابو بکر نے اپنی کتاب "الاضواء القرآنیہ فی اکتساح الاحادیث الاسرائیلیۃ و تطہیر البخاری

منہا" کی دوسری جلد میں صحیح بخاری کی ۱۲۰ احادیث کو مختلف وجوہات کی بناء پر موضوع احادیث میں سے شمار کیا ہے۔ان احادیث میں سے ایک عورتوں کے ناقص العقل ہونے سے متعلق ہے۔فرماتے ہیں کہ اس جیسے احادیث سے رسول اللہ ﷺ کی برات لازمی ہے یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں ہو سکتی ہے اس کو یہودیوں نے وضع کر کے رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹی نسبت کی ہے۔ انکے نزدیک حدیث کے جھوٹا ہونے کی پہلی دلیل راوی کو اس واقعہ کے وقوع کے بارے میں شبہ کا ہونا ہے کہ یہ عید الاضحیٰ کا ہے یا عید الفطر کا ہے۔ کیونکہ ان دونوں ایام کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جہنم میں عورتوں کی اکثریت کا کیسے پتہ ہو سکتا ہے حالانکہ یہ قیامت سے متعلق ہے اور قیامت سے پہلے اللہ کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں ہو سکتا۔ تیسری بات یہ کہ عورتوں کو حیض و نفاس کا آنا یہ ایک فطری عمل ہے اس کی وجہ سے وہ کیسے دینی اعتبار سے ناقص ہو سکتی ہیں۔ اگر ایسا سمجھا جائے یہ تو پھر اللہ تعالی کے عدل، انصاف کے خلاف ہو گا۔ چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مرد اور عورت کو تخلیق عقل میں یکساں پیدا کیا ہے جیسا کہ قرآن کریم کی آیات میں بیان فرمایا ہے۔ سورۃ شمس کی آیت نمبر ۷ اور ۸ میں فرمایا ہے: "اور انسان کی اور اسکی جس نے اس (کے اعضاء) کو برابر کیا، پھر اس کو بدکاری (سے بچنے) اور پرہیزگاری کرنے کی سمجھ دی" اور اسی طرح سورۃ القیامۃ کی آیت نمبر ۳۷ اور ۳۸ میں فرمایا: "پھر وہ لوتھڑا بنا، پھر اللہ نے اسکو بنا کر ٹھیک کیا۔ پھر اس نے مرد و عورت کا جوڑا بنایا۔" صالح ابو بکر کہتے ہیں کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد اور عورت تکوین عقلی میں برابر ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں لہذا یہ ممکن ہی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالی کے کلام کی مخالف بات کرے۔ ایک اور بات یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں مسؤلیت اور مکلّف ہونے کے لحاظ سے برابر ہیں اگر عورت بھی حیض، نفاس کے ایام میں تمام گناہوں سے دور رہے تو پھر بھی وہ ناقص الدین اور عقل کیسے ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ عقل تو اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے کسی کو چاہے زیادہ دے اور کسی کو کم، لیکن اس میں عورت کا کیا قصور ہے کہ انکو عقل ناقص دیا ہے اور پھر اسی نقصان ہی کی بدولت وہ جہنم میں مردوں سے زیادہ ہونگیں۔ آخری بات یہ ہے کہ مسؤلیت میں مرد اور عورت دونوں برابر اور رسول اللہ ﷺ کو مرد اور عورت دونوں سے بیعت لینے کا حکم ہوا ہے لہذا جب مسؤلیت میں دونوں برابر ہیں تو عورت کو اپنی ذمہ داری پوری کرنے کیلئے عقل ناقص کیسے دیا ہے۔ صالح ابو بکر کے نزدیک یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں بلکہ اسرائیلی روایت ہے۔ [20]

ابن فرناس اپنی کتاب "الحدیث والقرآن" میں عورتوں کے نقصان عقل اور دین سے متعلق حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: مفسرین نے مرد اور عورت کی گواہی سے متعلق سورۃ بقرۃ کی آیت نمبر ۲۸۲ کی تاویل وہ نہیں کی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی ہے کیونکہ آیت میں ایک مرد دو عورتوں کی گواہی سے مراد یہ نہیں کہ دو عورتیں ایک مرد کے برابر ہے کیونکہ آیت میں جو علت بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ اگر ایک بھول جائے یا غلطی ہو جائے تو دوسری یاد کرائے اس لئے اگر پوری ٹھیک طرح سے گواہی دے دے تو پھر دوسری کی کوئی ضرورت ہی نہیں اور اس طرح سے ایک عورت اور ایک مرد سے گواہی پوری ہو جاتی ہے۔ لہذا عورت کی نصف گواہی کو نقصان عقل کا سبب قرار دینا درست نہیں۔ اس کے علاوہ حلت حیض اور نفاس میں عورتوں کا نماز اور روزہ نہ رکھنا اسکی نقصان دین کا سبب کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ یہ تو اللہ کی طرف سے ان کی ذمہ داری ہے اور اسی بناء پر نسل انسانی کی بقاء قائم ہے۔ لہذا اس میں نقصان عقل اور دین کی کیا بات ہو سکتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ عورت بھی مرد کی طرح مکلّف ہے لہذا واجبات دینیہ کو ادا کرنے کے لئے مرد کی طرح عورت کا بھی عقل کے اعتبار سے کامل ہونا ضروری ہے۔ [21]

محمد بن الازراق کہتے ہیں: عقلی، شرعی اور اخلاقی اعتبار سے یہ حدیث نہیں ہو سکتی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اخلاق کے اعلی مرتبے پر فائز تھے آپ رحمۃ للعالمین تھے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ مؤمنین کی بیٹیوں کو جہنم میں زیادہ ہونے کی خوشخبری دے اور انکو نقصان عقل اور دین جیسے عیوب سے متصف کرے۔ ایسی باتیں تو اولیاء کرام بھی نہیں کرسکتے چہ جائیکہ خاتم الانبیاء ایسیباتیں ارشاد فرمائیں۔ دوسری بات یہ کہ اگر ہم فرض بھی کریں کہ عورتوں کی اکثریت جہنم میں ہو گی تو کیااس بات کی خبر کوئی عید کے دن دے سکتاہے۔ حالانکہ یہ توآداب تبلیغ کے بھی خلاف ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہی نہیں۔ تیسری بات یہ کہ اگر صحابیات کی اکثریت اہل جہنم میں سے ہے پھر تو صحابیات کی افضیلت ثابت نہیں ہوتی اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس کے علاوہ اگر قرن اول کی اکثر عورتوں کا یہ حال ہے پھر تو بعد کے زمانے والی عورتوں کا کیا کہنا۔ چوتھی بات یہ ہے کہ شرعا اور عقلا یہ ممکن ہی نہیں کہ شوہروں کی نافرمانی اور لعنت کی کثرت مسلمان عورتوں کی جہنم میں کثرت کا سبب بنے۔ مردوں کے گناہ اور معصیت کے مقابلے میں تو یہ کچھ بھی نہیں کیونکہ قتل، غارت، ظلم، ڈھاکہ اور رشوت جیسے بڑے بڑے گناہ مرد کرتے ہیں۔ اس وجہ عقلا اور شرعا مردوں کا جہنم میں زیادہ ہونا چاہئے تھانہ کہ عورتوں کا، لہٰذا اس جیسے کلام کارسول اللہ ﷺ کے زبان مبارک سے صادر ہونا ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ یہ حدیث قرآن کریم کے سورۃ التین کے آیت کے بھی خلاف ہے جس میں انسان کو یعنی مرد، عورت کو خوبصورت اور بہترین صورت میں پیدا ہونا بیان ہوا ہے۔[22]

ترکی میں حدیث کے پروفیسر محمود خیری کرباش اوغلو کہتے ہیں کہ دو عورتوں کی گواہی کا ایک مرد کے برابر ہونے کو عورتوں کے نقصان عقل کی علت قرار دینا اور اسی بناء پر مرد کو عورت کے مقابلے میں افضل سمجھنا ایسا دعوی ہے جس کی کوئی اصل اور حقیقت نہیں۔ قرآن کریم میں مرد اور عورت کے برابر ہونے کو جگہ جگہ بیان فرمایا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس جیسے روایات کو جھوٹی طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔[23]

تفسیر کے پروفیسر صالح آکدمیر متعلقہ حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: قرآن کریم میں مرد اور عورت کے مسؤلیت اور تخلیقی اعتبار سے برابر ہونے کو جگہ جگہ بیان کیا ہے۔ لہٰذا امام بخاری کی روایت کردہ حدیث قرآن کریم کے صریح آیات کے مخالف ہیں اس وجہ سے ایسی روایات کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرنا جائز ہیں۔ کیونکہ اس جیسیروایات کا رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سرزد ہونا محال اور ناممکن ہے چہ جائیکہ کہ ان جیسے جھوٹی روایات کو حدیث کہہ قبول کیا جائے۔

ہدایت توکسال نے متعلقہ حدیث کے ضعیف ہونے کا دعوی کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے روایت کرنے والے سارے مرد حضرات ہیں سوائے عبد اللہ ابن مسعودؓ کی زوجہ حضرت زینبؓ کے۔ اس لئے عورتوں کا روایت نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ نہیں کیونکہ اگر یہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہوتا تو حضرت زینبؓ کے علاوہ دیگر صحابیات بھی روایت کرتی، جبکہ واقعہ کا تعلق بھی عورتوں سے ہے مردوں سے نہیں لیکن پھر بھی روایت کرنے والوں کی اکثریت صحابہ کرام ہیں۔ لہٰذا روایت کے ضعیف ہونے میں کوئی شک نہیں۔[24]

متن حدیث میں لفظ "نقصان" کے مدلول کے بارے میں علماء کی توجیہات

قاضی عیاضؒ نے مذکورہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے عقل کے مختلف معنی بیان کئے ہیں۔

ان کے نزدیک اگر عقل سے مراد علم ہو تو اس صورت میں نقصان عقل سے مراد ضبط اور یاد کرنے کی صلاحیت میں کمی کا ہونا ہے کیونکہ عورتیں مردوں کی طرح واقعات کو مکمل طور پر حفظ اور ضبط نہیں کرتی۔ اسلئے گواہی مرد کے مقابلے میں آدھی رکھی گئی تاکہ اگر ایک بھولے تو دوسری یاد کرادے۔ بعض کے نزدیک عقل سے مراد بعض علوم ضروریہ ہیں۔ جبکہ بعض کے نزدیک عقل سے مراد حقائق کو پرکھنے کی صلاحیت ہے۔[25]

صاحب عنایہ البابرتیؒ نے عقل انسانی کے چار درجے بیان کئے ہیں:

۱۔ استعداد (قوت) عقل جسکو عقل ھیولانی کہتے ہیں جبکہ یہ عقل فطرتی طور پر سب انسانوں میں ہوتا ہے۔

۲۔ عقل بالملکہ: اس سے مراد وہ عقل ہے جو بدیہی اور واضح چیزوں کو جاننے اور پرکھنے کے لئے حواس خمسہ کو استعمال کرتے ہوئے انکا ادراک کرے مثلاً، سورج کو دیکھنے کیلئے آنکھوں کو استعمال کرے۔

۳۔ عقل بالفعل: اس سے مراد یہ ہے کہ جب چاہے ان امور کو بغیر کسی مشقت کے جان لے جو دلیل کے محتاج ہوتے ہیں۔

۴۔ عقل مستفاد: اس سے مراد یہ ہے کہ انکو غور، فکر کے امور مستحضر ہوں اور وہاں کا عقلا مشاہدہ بھی کر سکے۔ صاحب عنایۃ کے مطابق حدیث میں عورتوں کو ناقص العقل عقل بالملکہ کے لحاظ سے کہا گیا ہے۔ کیونکہ عورتوں میں خواس خمسہ کے ذریعے بدیہی امور کو حاصل کرنے کی قوت مردوں کے مقابلے میں کم ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے تو عورت کی گواہی آدھی رکھی تاکہ اگر ایک سے مشاہدہ میں غلطی ہو تو دوسری یاد کرائے۔[26]

پروفیسر یوئز کوکتاش حدیث کے صحیح ہونے کے قائل ہیں لیکن انہوں نے حدیث میں مذکور لفظ "نقصان" کی توجیہ کچھ اس طرح سے بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں: کہ حدیث میں نقصان عقل سے مراد نسیان ہو سکتی ہے کیونکہ آیت میں ایک عورت کے بھولنے کی صورت میں دوسری کی یاد دلانے کو بیان کیا ہے اس وجہ سے نقصان عقل سے مراد بے عقل اور عیب دار عقل نہیں۔ البتہ تجربے کے لحاظ سے کم ہونا مراد لیا جاسکتا ہے کیونکہ لفظ عقل کا استعمال تجربے کے معنی میں بھی ہوا ہے۔ اس کے علاوہ حدیث میں عورتوں کا دینی اعتبار سے نقصان کو بھی بیان کیا گیا ہے لیکن عورتوں کا حالت حیض اور نفاس میں عبادت نہ کرنا بھی ایک شرعی حکم کی بناء پر ہے اس وجہ سے ان ایام میں عبادت نہ کرنے کی بناء پر عورتوں کے نقصان دین کو حقیقی معنی پر محمول کرنا ممکن نہیں، زیادہ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کا عورتوں کو از راہ مزاق کہنا درست معلوم ہوتا ہے۔[27]

ایک اور عالم مصطفیٰ چلیک فرماتے ہیں: حدیث میں عورتوں کے نقصان عقل اور دین سے مراد عورتوں کی برائی اور فروتری کو بیان کرنا مراد نہیں کیونکہ اس قسم کیکمی ایک فطری عمل ہے اور یہ کمی تو انکے اندر پیدائشی اور فطری ہے۔ یہاں پر اصل مقصد مردوں کو عورتوں کے فتنوں سے بچنے کی تلقین ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ فطری نظام کے ایک نمائندے اور ایک مبلغ تھے۔ اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فطری طور پر مردوں کے مقابلے میں عورتوں کے زیادہ نقصان دہ ہونے کو بیان فرمایا ہے۔[28]

علی صالح نے مذکورہ حدیث کے بارے میں طویل کلام کیا ہے۔ دراصل اس نے صالح ابو بکر اور ابن فرناس کی طرح بعض عصر حاضر علماء کی طرف سے حدیث پر کئے گئے اعتراضات کا دلائل کیساتھ جواب دے کر انکے اعتراضات کو بے بنیاد ثابت

کیا ہے۔ فرماتے ہیں: کہ اعتراض کرنے والوں نے متن حدیث میں لفظ "نقصان" کو اس معنی پر محمول کیا ہے جس کا حدیث کے معنی اور مفہوم کیساتھ دور دور تک تعلق ہی نہیں اور اسی وجہ سے ان لوگوں نے حدیث کو آیات قرآن کے مخالف قرار دے کر موضوع شمار کیا ہے۔ ابن فرناس کی طرف سے کئے گئے اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں کہ آیت سے دیون کا ثبوت دو مردوں کی گواہی سے ثابت ہونا معلوم ہوتا ہے جبکہ ابن فرناس نے آیت کے مصداق کے بالکل مخالف دو عورتوں یا پھر ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی سے ثابت ہونے کو بیان کیا ہے جو کسی بھی طرح درست نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ آیت نے مرد اور عورت کے شہادت کے درمیان فرق کو بیان کیا ہے۔ قرآن دو عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کی گواہی کے درجے میں قبول کرتا ہے تاکہ اگر ایک سے بھول ہو تو دوسری یاد دلائے۔ لیکن یہی معاملہ مرد کے گواہی کیساتھ نہیں کیا کیونکہ مرد کی شہادت کامل شہادت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ مرد کے شہادت کے بارے میں کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں کہ گواہی میں ان سے بھول ہو سکتی ہے۔ اس لئے اگر ایک عورت کی گواہی کافی ہوتی تو پھر مرد اور عورت کے گواہی میں فرق کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ علی صالح کہتے ہیں کہ معترضین کا یہ کہنا کہ مرد کے مقابلے میں عورت کی گواہی کی آدھی ہونے سے مرد کی افضلیت ثابت ہوتی ہے یہ درست نہیں۔ اس کی عمدہ مثال ابن حزمؒ نے بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں: "اگر کسی زنا کے بارے میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ گواہی دے تو انکی گواہی قبول نہیں کی جائے گی لیکن اگر ہم میں سے چار بندے گواہی دے تو انکی گواہی معتبر ہو گی لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ چار لوگ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ سے افضل ہوئے اسی طرح عورتوں کی شہادت میں بھی ہے کیونکہ گواہی کا تعلق افضلیت سے نہیں ہے بلکہ عدد کے پورا ہونے سے ہے۔" اس لئے جب نقصان کی تفسیر خود رسول اللہ ﷺ نے بیان کی ہے تو پھر کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنی طرف سے حدیث کی ایسی توجیہ بیان کرے جو قرآن اور حدیث کے معنی اور مدلول کے بھی مخالف ہو۔ معترضین کا یہ کہنا کہ مرد اور عورت مکلّف ہونے میں برابر ہیں تو مکلّف ہونے میں برابری سے مراد اصل اعتبار سے برابر ہونا ہے۔ کیونکہ بعض صورتوں میں دونوں کی مسؤلیت ایک جیسی نہیں ہے۔ بعض اعمال میں دونوں مشترک ہیں جیسے ایمان، نماز، روزہ اور زکوۃ وغیرہ۔ بعض احکام صرف مرد کے ساتھ خاص ہیں جیسے جہاد، نماز جمعہ اور نفقہ وغیرہ، بعض احکام صرف عورت کیساتھ خاص ہیں جیسے بچوں کی پرورش، پردہ کرنا وغیرہ، لہٰذا یہ کہنا کہ مرد اور عورت دونوں مکلّف ہونے میں برابر ہیں درست نہیں۔

علی صالح کہتے ہیں کہ معترضین نے حدیث میں لفظ "نقص" کو عمومی معنی پر محمول کیا ہے حالانکہ یہاں پر مقصود عورت کا معلومات اور مشاہدات کے استحضار کے حوالے سے کمزور ہونا ہے اور یا یہ کہ عورت نرم دل والی ہوتی ہے جس کیوجہ سے بعض معاملات میں اکیلی ایک عورت کا گواہی کا کامل طریقے سے نہ دینا مراد ہے۔ کیونکہ گواہی ایک قسم کی مہارت چاہتی ہے۔ اس بناء پر عورت کے اندر کی اس کمی کو دور کرنے کے لئے دو عورتوں کی گواہی کو شرط قرار دیا۔ لہٰذا اس طریقے سے قرآن اور حدیث کے مدلول میں کوئی تعارض نہیں رہا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی مراد ایک خاص قسم کا نقصان ہے جو تجربے اور مہارت سے متعلق ہے نہ کہ عورت کے عقلی طور پر ضعیف ہونے کو بیان کرنا ہے۔ جیسا کہ معترضین نے سمجھا ہے۔ اس کے علاوہ خود حدیث کے الفاظ سے بعض مقامات پر عورت کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔[29]

حدیث کا تکنیکی پہلو سے جائزہ

کامل چکان جو کہ ترکی میں اسلامیات ڈیپارٹمنٹ میں پروفیسر ہیں انہوں نے مستقل مقالے کی شکل میں متعلقہ حدیث پر

تبصرہ کیا ہے لیکن نتیجے کے اعتبار سے اس نے ایک الگ اور نئی فکر کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ چنانچہ مؤلف نے سب سے پہلے حدیث کی مختلف کتب سے تخریج کی ہے اور حدیث کے ۲۶ کے قریب روایات کو ذکر کیا ہے۔ جن میں سے ۲۴ روایات سے حدیث کے الفاظ کا رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جبکہ ابن حبان اور سنن الدارمی کی ایک روایت میں حدیث کے الفاظ بظاہر عبد اللہ ابن مسعودؓ کی طرف منسوب ہیں۔ اس وجہ سے مؤلف نے ان دو روایات کو بنیاد بنا کر متعلقہ حدیث کی تمام روایات کا ابتداء میں موقوف ہونے اور بعد میں مرفوع ہونے کا دعوی کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

ا۔ یہ سب روایات کسی ایک بات پر متفق نہیں۔ ان کے درمیان کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔

۲۔ سنن دارمی اور ابن حبان کی نقل کردہ روایات میں حدیث میں نقصان عقل اور دین سے متعلق الفاظ عبد اللہ ابن مسعودؓ سے متعلق ہیں۔ اس وجہ سے حدیث کا ابتداء موقوف ہونا اور بعد میں مرفوع ہونا معلوم ہوتا ہے۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ کا دعوت و تبلیغ میں منہج اور طریقہ مشقت اور سختی والا نہیں ہو سکتا، کیونکہ تبلیغ میں لوگوں کو متنفر کرنا نہیں بلکہ اپنے قریب کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا اشراح حدیث اس نا قابل یقین چیز کے نہ ہونے کو بیان بھی کرے لیکن اس حدیث کا کوئی اور مطلب بیان کرنا بھی مشکل ہے۔

۴۔ حدیث کے الفاظ عورتوں کے فطری طور پر عقل کے لحاظ سے مردوں سے ناقص ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ جبکہ عورتوں کا عقلی اعتبار سے مردوں سے کم ہونا کسی بھی دلیل سے ثابت نہیں۔

۵۔ اس کے علاوہ عصر حاضر میں معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں عورتوں کا عقلی اعتبار سے کم اور ناقص ہونا ثابت نہیں ہوتا، اس وجہ سے حدیث کے الفاظ عصر حاضر کے حقائق کے منافی اور متضاد معلوم ہوتے ہیں۔

۶۔ مؤلف کے نزدیک حدیث کے الفاظ عبد اللہ ابن مسعودؓ کی ذاتی تجربے پر مبنی ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ابن مسعودؓ کا یہ نظریہ اور سوچ اپنے زمانے کے ماحول اور حالات کے مطابق صحیح ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ عورتوں کے نقصان عقل اور دین سے متعلق الفاظ رسول اللہ ﷺ کے نہیں بلکہ ابن مسعودؓ کی ذاتی رائے کی عکاسی کرتے ہیں اور ابن مسعودؓ کی ذاتی رائے اور تجربہ کے لحاظ سے صحیح ہیں۔[30]

پروفیسر کامل چکان کی حدیث کے بارے میں تحقیق اور رائے کو ذکر کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مؤلف نے عصر حاضر کی دنیا میں عورتوں کو خوش کرنے کیلئے حدیث کی صرف دو روایات کو بنیاد بنا کر حدیث کے موقوف ہونے کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ترکی کی موجودہ اسلامی سکالرز کی اکثریت کی سوچ اور رائے یہی ہے کہ احادیث کی اکثریت کا تعلق عصر سعادت اور صحابہ کرام کے زمانے سے ہے۔ ان میں سے اکثر اس زمانے سے متعلق ہی نہیں اس وجہ سے ایسے سیکولر سوچ رکھنے والے سکالرز ہر ایسی حدیث کے بارے میں جو انکی سوچ اور نظریے کے موافق نہ ہو آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ حدیث سے مقصود یہ نہیں جو اہل علم نے سمجھا ہے بلکہ کچھ اور ہے۔ مذکورہ حدیث کے بارے میں بھی ترکی کی اکثر جدید مذہبی فکر رکھنے والے سکالرز کا دعوی یہی ہے کہ یہ حدیث ہو ہی نہیں سکتی۔ پروفیسر کامل چکان کا سنن دارمی اور صحیح ابن حبان کی روایات کی بناء پر حدیث کا ابتداء میں موقوف ہونے اور بعد میں مرفوع ہونے کا دعوی کرنا اور حدیث کے الفاظ کا عبد اللہ ابن مسعودؓ سے متعلق ہونے کو ثابت کرنا اس نظریے کی ایک کھڑی ہے لیکن ان کا یہ نظریہ اور تحقیق کئی پہلو سے باطل ہے:

ا۔ کتب ستہ اور اسی طرح دیگر کتابوں میں حضرت ابو سعید الخدریؓ، حضرت ابو ہریرۃؓ، حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ اور خود

عبد اللہ ابن مسعودؓ کی نقل کردہ روایات سے حدیث کے الفاظ کا صراحۃ رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ روایات شروع سے ہی مرفوع ہیں۔ کامل چکان کی تحقیق کی طرح بعد میں مرفوع نہیں ہوئے ہیں۔

۲۔ سنن دارمی اور صحیح ابن حبان میں راوی وائل بن مھانۃ سے نقل کردہ روایات میں ابتداء ان الفاظ کا عبد اللہ ابن مسعودؓ کی طرف نسبت ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن یہاں پر عبد اللہ ابن مسعودؓ نے کسی عورت کے سوال کے جواب میں یہ الفاظ ارشاد فرمائے ہیں۔[31] کیونکہ مسند احمد بن حنبل میں راوی وائل بن مھانۃ سے ہی ۵ مختلف روایات کیساتھ ان الفاظ کا رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ الفاظ ابن مسعودؓ کے نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ہیں۔[32]

۳۔ کامل چکان کے علاوہ عصر حاضر تک کسی بھی عالم اور محدث نے مذکورہ حدیث کے ابتداء موقوف ہونے اور بعد میں مرفوع ہونے کو بیان نہیں کیا ہے۔ کیونکہ حدیث کا ابتداء مرفوع ہونا دن کے اجالے کی طرح واضح ہے۔

۴۔ ان روایات کے نقل کرنے والے صحابہ کرام میں سے ایک عبد اللہ ابن مسعودؓ کی زوجہ حضرت زینبؓ بھی ہیں۔ وہ بھی رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں۔ اس کے علاہ حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ سے عقل اور دین کے ناقص ہونے کی سبب کے بارے میں سوال کرنے والی عورت عبداللہ ابن مسعودؓ کی زوجہ حضرت زینبؓ ہیں۔ لہٰذا اس قدر صریح دلائل کے ہوتے ہوئے حدیث کے بارے میں نئی رائے کی تقویت کے لئے مرفوع روایات کو موقوف ثابت کرنا اور پھر حدیث کے الفاظ کا رسول اللہ ﷺ سے نفی کر کے حضرت ابن مسعودؓ کی طرف کرنا کونسی عقل مندی اور علمی تحقیق کی بات ہو سکتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ احادیث کے مرفوع ہونے میں کوئی شک، شبہ نہیں البتہ علماء نے متن حدیث میں لفظ "نقصان" کی مختلف توجیھات بیان کیں ہیں۔

تبصرہ:

حدیث مبارکہ میں عورتوں کو عقل اور دین کے اعتبار سے ناقص کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے تو ساتھ میں رسول اللہ ﷺ نے اسکی علتیں بھی بیان کیں ہیں۔ ان علتوں میں سے بعض کا تعلق عورت کے خلقت کیساتھ ہے جیسا کہ حیض اور نفاس کا ہونا اور بعض علتوں کا تعلق عورت کے فطری امور سے ہے۔ حدیث کے بارے میں عصر حاضر کے علماء کی اراء اور توجیہات کو گزشتہ صفحات میں بیان کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ حدیث کو ضعیف اور موضوع کہنے والے لوگوں سے حدیث کے سمجھنے میں بنیادی غلطی یہ ہوئی ہے۔ کہ انہوں نے متن حدیث میں لفظ "ناقص" کو عیب کے معنی میں لیا ہے جبکہ یہاں پر نقص سے مراد عیب نہیں بلکہ اس سے مراد مقدار میں کم ہونا ہے۔ دونوں مطالب میں فرق کمیت (مقدار) اور کیفیت کا ہے۔ لہٰذا عتراضات اور شبہات کے پیدا ہونے کی بنیادی وجہ لفظ ناقص کو کیفیت کے معنی پر محمول کرنا ہے۔ جبکہ کمیت (مقدار) کے معنی میں اگر لیا جائے تو بات واضح ہو جاتی ہے جیسا کہ خود حدیث میں بھی اسکی وضاحت کی گئی ہے۔ کیونکہ حدیث کے مطابق دین میں نقصان سے مراد یہ ہے کہ عورت بعض ایام میں نماز اور روزے جیسی عبادت نہیں کر سکتی اس طرح سے انکے دینی عمل میں کمیت کے لحاظ سے کمی رہ جاتی ہے۔ اسی طرح عورت کے نقصان عقل سے مراد بھی کمیت ہے نہ کہ کیفیت، یعنی عورت، یاداشت کے لحاظ سے مرد سے کمزور ہے۔ جیسا کہ دو آدھے ایک کامل صحیح کے مساوی تو ہو سکتے ہیں لیکن دو آدھے عیب دار ایک صحیح کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ عورتوں میں قوت فیصلہ اس درجے کی قوی نہیں ہوتی جس درجے کی مردوں میں ہوتی ہے اس وجہ سے عورتیں ایک درجے ناقص ہو سکتی ہیں۔ لیکن اس میں عورتوں کے استخفاف اور فروتری کو

بیان کرنا نہیں جیسا کہ بعض لوگوں کو شبہ ہو رہا ہے۔ بلکہ ایک فطری اور خلقی کمزوری کا بیان ہے۔ جو کہ اللہ تعالی کی حکمت اور مشیت پر مبنی ہے۔ لیکن یہ اور بات ہے کہ کوئی مکابرۃ اس کو عورتوں کے استخفاف اور فروتری کے معنی میں لے کر حدیث کو تسلیم نہ کرے۔ لیکن حقائق اور مشاہدات کے اعتبار سے رد کرنا ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ حدیث مبارکہ کی ایک توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حدیث میں بظاہر سب خوتین کو مخاطب کیا گیا ہو لیکن اس سے مراد کل نہ ہوں بلکہ اکثریت ہو۔ کیونکہ یہ بات مشاہدات اور تجربات سے ثابت ہے کہ بہت سی خواتین ذہانت اور فطانت میں بعض مردوں سے آگے ہوتی ہیں جبکہ مرد اس کے مقابلے میں غبی اور کند ذہن ہوتے ہیں۔ عصر حاضر کی طرح زمانہ قدیم میں بھی اس کی واضح اور روشن مثالیں موجود ہیں۔ حضرت عائشہؓ کی مثال لے لیں کہ بہت سارے صحابہ کرام اجتہادی مسائل میں آپ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ لہٰذا یہ ممکن ہے کہ حدیث مبارکہ میں اس سے مراد تمام عورتیں نہ ہوں بلکہ اکثریت مراد ہو۔ خلاصہ یہ کہ حدیث اپنی جگہ پر بالکل صحیح ہے البتہ اعتراضات اور شبہات کے پیدا ہونے کی بنیادی وجہ حدیث میں لفظ "ناقص" کو عمومی معنی پر محمول کرنا ہے۔ حالانکہ یہاں پر عورت کا یاداشت کے لحاظ سے ایک درجے کمزوری کو بیان کیا گیا ہے اور اسی طرح بعض دنوں میں عبادت کے لحاظ سے نقصان کو بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے عورتوں کیلئے مناسب یہی ہے کہ وہ ان کو اپنے حق میں عیب نہ سمجھیں بلکہ اس نقص کا اعتراف کریں اگرچہ وہ علم، تقوی اور مہارت میں مردوں سے آگے ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس میں پوشیدہ حکمتوں کو اللہ ہی کے حوالے کریں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی اپنی خواہش سے تو کلام کرتے ہی نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالی کی طرف سے ایک وحی ہوتی ہے۔

This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حوالہ جات (References)

[1] صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، تحقیق، محمد زھیر بن ناصر، دارلطوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ، کتاب الحیض، باب ترک الحائض الصوم، حدیث، ۳۰۴۔

[2] ایضاً، کتاب الحیض، باب ترک الحائض الصوم، حدیث، ۳۰۴

[3] ایضاً، کتاب الزکاۃ، باب الزکاۃ علی الاقارب، حدیث، ۱۴۶۲

[4] ایضاً، کتاب الزکاۃ، بابالعرضفیالزکاۃ، حدیث، ۱۴۴۹

[5] صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج، تحقیق، محمد فؤاد عبدالباقی، بیروت، داراحیاء التراث العربی، کتاب صلاۃالعیدین، حدیث، ۸۸۹۔

[6] ایضاً، کتاب صلاۃالعیدین، حدیث، ۸۸۵

[7] ایضاً، کتاب صلاۃالعیدین، حدیث، ۸۸۵

[8] ایضاً، کتاب الایمان، باب نقصان الایمان، حدیث، ۱۳۲

[9]سنن الترمذی،ابوعیسی الترمذی، تحقیق،احمد محمد شاکر، مکتبہ الحلبی، مصر،۱۹۷۵، ابواب الزکاۃ، باب ماجاء فی زکاۃ فی الحلی، حدیث،۶۳۵

[10]ایضاً، ابواب الایمان، باب ماجاء فی استکمال الایمان، حدیث، ۲۶۱۳

[11]سنن النسائی،ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب، تحقیق، عبدالفتاح ابوغدہ، مکتبہ المطبوعات ا لاسلامیۃ، حلب،۱۹۸۶، کتاب العیدین، باب قیام الامام فی الخطبۃ، حدیث،۱۵۷۵

[12] سنن ابی داؤد،ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجتانی، تحقیق، محمد محیی الدین، مکتبہ العصریہ، بیروت، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان، حدیث،۴۶۷۹

[13]سنن ابن ماجہ، ابن ماجۃ القزوینی، تحقیق، محمد فؤاد عبدالباقی، داراحیاء التراث، بیروت، بدون تاریخ، کتاب الفتن، باب فتنۃ النساء، حدیث، ۴۰۰۳

[14]مسند احمد بن حنبل، تحقیق،احمد محمد شاکر، قاھرہ، دارالحدیث، ۱۹۹۵، مسند عبداللہ بن مسعود، حدیث، ۳۵۶۹، جلد، ۳، ص، ۴۹۱

[15]ایضا، مسند عبداللہ بن عمر، حدیث، ۵۳۴۳، جلد، ۵، ص، ۲۷

[16]سنن الدارمی،ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمان، سعودی عربیہ، دارالمغنی، ۲۰۰۰، باب ای الصلاۃ افضل، حدیث، ۱۶۹۴، جلد، ۲، ص، ۱۰۲۹

[17]صحیح ابن خزیمۃ، تحقیق محمد مصطفیٰ الأعظمی، بیروت، باب اسقاط فرض الصلاۃ عن الحائض، حدیث، ۱۰۰۱، جلد، ۲، ص، ۱۰۱

[18]صحیح ابن حبان،ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد البستی، تحقیق، شعیب الارنوط، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۹۳، باب اللعن، حدیث، ۵۷۴۴، جلد، ۱۳، ص ، ۵۷۴۴

[19]ایضا، باب صفۃ النار و اھلھا، حدیث، ۷۴۷۸، جلد، ۱۶، ص، ۵۲۰

[20]الأضواء القرآنیۃ فی اکتساح الأحادیث الاسرائیلیۃ و تطہیرالبخاری منہا, صالح ابوبکر، دارالسلفیۃ, السعودیۃ , 1974، ص، ۱۲۹، ۱۳۲

[21]ابن فرناس، الحدیث والقرآن، بغداد، 2008، ص، ۳۷۰-۳۷۲

[22]المرأۃ لیست ناقصۃ العقل والدین، محمد بن الازراق، http://www.hespress.com./writers/271359.html

[23]خواتین کے موضوع میں قرآن پر شروع کئے گئےاعتراضات، محمود خیری کرباش اوغلو، (Kadın konusunda Kur'an'a yöneltilen başlacı eleştiriler) www.islamiarastirmalar.com/magazine/tr.

[24]خواتین کے مخالف اقوال کی اسلامی روایات میں تخمینات، ہدایت توکسال، (Kadınkarşıtı söylemin İslam geleneğindeki izdüşümleri)۔ انقرہ: مکتبہ ،اطو، ۲۰۱۲، ص، ۱۲۲- ۱۲۴

[25]اکمال المعلم، قاضی عیاض، جلد، ۱، ص، ۳۳۸۔

[26]التنویر شرح الجامع الصغیر، محمد بن اسماعیل الصنعانی، الریاض: مکتبۃ دارالسلام، ۲۰۱۱، جلد، ۵، ص، ۳۵۵

[27]المفاتیح فی شرح المصابیح، محمود الشیرازی المظہری، کویت، دارالنوادر، ۲۰۱۲، جلد، ۱، ص، ۳۳۸

[28]العنایۃ شرح الھدایۃ، جمال الدین محمد بن محمد البابرتی، بیروت، دارالفکر، بدون تاریخ، جلد، ۷، ۳۷۲

[29]قرآن کے مخالف احادیث، یؤوز کوکتاش، (Kur'an'a Aykırı Hadisler)، مکتبہ انسان، استنبول، ۲۰۱۴، ص، ۲۴۹-۲۵۰

[30]جھوٹی احادیث کے ذریعے عورت کے خلاف پروپیگنڈہ، مصطفیٰ چلیک، (Uydurma Hadislerle Kadın

(Alayhtarlığı، استنبول، ۱۹۹۵، ص، ۱۶۴

[31] دعوی تعارض الاحادیث القرآنیۃ مع اِحادیث الصحیحین، علی صالح علی مصطفیٰ، اردن: ۲۰۱۰، ص، ۲۰۔۳۴

[32] خواتین سے متعلق ایک حدیث پر تبصرہ (kadınlarla ilgilibirhadis ve değerlendirme) ، کاملچکان، انقرہ: ۱۹۹۸، ص، ۶۔۲۸